بسم اللہ الرحمن الرحیم
احسن الجدال
بجواب
راہ اعتدال
حافظ جلال الدین قاسمی
فاضل دار العلوم دیوبند ایم اے میسور یونیورسٹی

احسن الجدال

بہ جواب

راہِ اعتدال

حافظ جلال الدین قاسمی
فاضل دارالعلوم دیوبند، ایم اے میسور یونیورسٹی

نام کتاب :احسن الجدال بہ جواب راہ اعتدال

مصنف :حافظ جلال الدین قاسمی (فاضل دارالعلوم دیوبند،ایم اے میسور یونیورسٹی)

کتابت :مارک کمپوزنگ سنٹر، حیدرآباد

سنہ اشاعت : مئی/۲۰۰۲ء

تعداد باراول :۱۰۰۰

صفحات :۱۷۶

قیمت :

﴿ملنے کے پتے﴾

۱......جامع مسجد اہلحدیث، غازی پورہ، ملن چوک، گلبرگہ۔ فون نمبر: ۲۲۱۵۳۰

۲......مکتبۃ الاسلام، مسلم چوک، گلبرگہ

۳......مولوی محمد عبدالعزیز صاحب، کتب فروش، مسجد اہلحدیث، فتح دروازہ، حیدرآباد

۴......دفتر شہری جمعیت اہلحدیث حیدرآباد وسکندرآباد، مسجد اہلحدیث، مونڈھا مارکٹ، سکندرآباد۔

۵...

جو شخص کسی ایک معین شخص پر اڑ جائے آنحضرت کے سوا، اور اس کا قول ہی صواب و درست سمجھے اور اسی کی تقلید واجب جانے دوسرے ائمہ کرام کی پیروی نہ کرے ایسا شخص گمراہ اور جاہل ہے بلکہ (اس جمود کے سبب) وہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے تو خیر، ورنہ اس کو قتل کردیا جائے، کیونکہ جس نے آنحضرت کے سوا دوسرے کسی امام و مجتہد معین کی اتباع ضروری سمجھی اور اس کو لوگوں پر واجب قرار دیا تو ایسے شخص نے اپنے امام کو بمنزلہ نبی کے ٹھہرایا، اور یہ کفر ہے۔

(مولانا حیات سندھیؒ)

تحفة الانام فی العمل بحدیث النبی علیه السلام

مطبوعہ دہلی، ص۱۴

جائے وہ شراب امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے، اس کے پینے والے کو حد نہیں لگائی جائے گی اگر چہ اسے نشہ آ گیا ہو۔

(۹) ۱۔قدوری — پانچویں صدی میں لکھی گئی۔
۲۔ھدایہ — چھٹی صدی میں لکھی گئی۔
۳۔شرح وقایہ — آٹھویں صدی میں لکھی گئی۔
۴۔کنز الدقائق — آٹھویں صدی میں لکھی گئی۔
۵۔درمختار — گیارھویں صدی میں لکھی گئی۔
۶۔فتاویٰ عالمگیری — گیارہ، بارہ کے درمیان لکھی گئی ہے۔

مذکورہ بالا فقہ کی کتابوں کی ورق گردانی کیجئے، قال اللہ قال الرسول کے بجائے کہیں قال ابوحنیفہ، کہیں قال ابو یوسف، کہیں قال محمد، کہیں قال زفر جا بجا ملیں گے۔

یہ چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کی گئی ہیں، ورنہ بے شمار احادیث ایسی نقل کی جا سکتی ہیں جنھیں جان بوجھ کر مقلدین احناف نے صرف قیاس ورائے کی بناء پر ترک کر دیا ہے۔

اب انصاف پسند قارئین بتائیں کہ خالد سیف اللہ رحمانی کا یہ الزام کہاں تک درست ہے کہ غیر مقلد حضرات کی طرف سے یہ بات مشہور کی جاتی ہے کہ حنفیہ قیاس ورائے کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ درحقیقت انصاف کا خون کرتے ہیں۔

کیا حق بات کا بیان کرنا انصاف کا خون کرنا ہے؟ ----- یا للعجب -----

................/☆☆☆/................

خالد سیف اللہ رحمانی نے صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا ہے کہ: امام مالک نے ابن اسحٰق کو مجروح قرار دیا ہے۔

موصوف یا تو اصول حدیث سے یکسر نابلد ہیں، یا انتہائی شاطر مزاجی کے ذریعہ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہیں، اور یہ دوسری ہی بات مجھے صحیح معلوم ہوتی ہے، وہ ایک شکار تو یہ کرنا چاہتے ہیں کہ امام صاحب پر جو جرحیں ہوئی ہیں انہیں ناقابل اعتبار باور کرا کے ان کی ثقاہت کو ثابت کیا جائے (کہ جرحیں تو سب پر ہوئی ہیں) دوسرا شکار یہ کیا ہے کہ حدیث عبادہ بن صامت جو ترمذی میں ہے، جس میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز نہ ہونے کی صراحت ہے اسے ضعیف ثابت کرنا۔ کیونکہ اسکی سند میں ابن اسحٰق ہیں۔

﴿ابن اسحٰق پر جرح کی حقیقت﴾

محمد بن اسحٰق بن یسار کو امام مالک نے کذاب و دجال کہا ہے، خالد سیف اللہ رحمانی امام مالک کی اسی جرح کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ علمی دیانت داری کا تقاضہ تھا کہ ان کے متعلق عام ائمہ کی توثیق بھی نقل فرما دیتے، کم از کم ابن ہمام کی ''فتح القدیر شرح ہدایہ'' تو موصوف کے سامنے رہی ہوگی، مگر برا ہو تقلید کا کہ مولانا پوری بے شرمی کے ساتھ اسے ہڑپ کر گئے۔

امام ابن ہمام نے ''فتح القدیر'' ج ۱، صفحہ ۳۷۰ پر باب صلوٰۃ الوتر میں لکھتے ہیں ''اما ابن اسحق فثقة ثقة لا شبهة عند نا فی ذالك ولا عند محققی المحدثین'' ابن اسحٰق ثقہ ہیں ان کے ثقہ ہونے میں ہمارے نزدیک اور محققین محدثین کے نزدیک کوئی شبہ نہیں۔

امام ابن ہمام فتح القدیر، ج ۱ صفحہ ۲۰۰ میں لکھتے ہیں: کہ اس جرح کو اہل علم نے قبول نہیں کیا، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ ابن اسحٰق کو شعبہ نے امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے اور

ثوری، ابن ادریس، حماد وغیرہ اور عبدالوارث ابن مبارک نے ان سے روایت کی ہے اور امام بخاریؒ نے "کتاب القرأة خلف الامام" میں بڑی تفصیل سے ان کے ثقہ ہونے پر بحث کی ہے اور ابن حبان نے "کتاب الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ امام مالک نے ان کو ہدیہ بھیجا تھا۔

فتح القدیر کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ امام مالک کی جو جرح ہے، اہل علم نے اس کو قبول نہیں کیا، نیز ان کا کلام جرح وتعدیل کے باب سے نہیں بلکہ ذاتی اختلاف کی بنا پر تھا، اسی لئے تو اس سے رجوع کرلیا۔

اگر کوئی کہے کہ وہ مدلس تھے تو جواب یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے بعض اسانید میں سماع کی تصریح کردی ہے جیسا کہ "جزء القرأة للبخاری" اور سنن دار قطنی وغیرہ میں سند مذکور ہے۔ مدلس جب ثقہ ہو اور سماع کی تصریح کرے تو اسکی حدیث محمول علی السماع اور مقبول ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تقلید کی اہمیت اور ضرورت

صفحہ ۳۸ سے رحمانی صاحب نے "تقلید ۔۔۔۔۔ حقیقت اور ضرورت" کے عنوان سے بحث چھیڑی ہے اور کئی صفحات اس موضوع پر سیاہ کر ڈالے ہیں۔ صفحہ ۴۰ پر ایک آیت کی تحریف تاویلی دیکھ کر تو کلیجہ کانپ اٹھا، میں نے سوچا کہ اگر رحمانی صاحب نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے تو ان کے یہودی صفت ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اگر نادانستگی میں ایسا کیا ہے تو اللہ انھیں معاف فرمائے۔

ارشاد ربانی ہے: اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده (سورہ انعام)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت سے سرفراز فرمایا اس لئے تم بھی ان کے طریقہ پر چلو۔

رحمانی صاحب اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "تقلید دراصل اسی حکم قرآنی کی تعمیل اور مہتدین کی اقتداء کا نام ہے۔

جب کہ آیت کریمہ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ یہاں اللہ نے اٹھارہ انبیاء کرام کا ذکر فرما کر آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو ان کی اقتداء کا حکم دیا ہے اگر اقتداء کا معنی تقلید لے لیا جائے پھر کیا کوئی مقلد اس بات کی جرأت کرسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی ایک نبی کا مقلد تصور کرے، جب کہ مقلد جاہل ہوتا ہے! التقليد ليس فى شئى من العلم، تقلید علم کا درجہ نہیں۔ (المستصفی للغزالی)

افسوس صد افسوس ان حضرات پر جو اقتدا کا معنی تقلید لیتے ہیں، اگر اقتدا کو تقلید کے معنی میں لیا جائے تو اس کی زد نبی پاک ﷺ کی مقدس شخصیت پر پڑتی ہے، اقتدا کسی طرح